ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 05 No. 01. January-March 2026.Page# 2366-2379
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Need and Importance of Seeking Astaghfar in the modern Era: (A Research Perspective)

عصر حاضر میں توبہ واستغفار کی شرعی حیثیت، ضرورت واہمیت

Mahnaz Younas Khan
M.Phil scholer, Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Associate Professor Dr. Naseem Akhter
Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Corresponding Author Email: khtr_nsm@yahoo.com

Abstract

Human life is full of of mistakes errors and weaknesses. No human being born of Adam is perfect. It is a natural part of human beings. The children of Adam to make mistakes. But the most merciful Lord has kept the door of forgiveness open for humans-and that door Astaghfar. That means after committing a sin a person should bow in prostration, humble themselves and sincerely beg to Allah, for forgiveness. Allah loves this act from the children of Adam.

In the present age, there is choas, anxiety and restlessness every where. In this era + humans are trapped in the chains of desires. self worship and lustful desires have become dominent everywhere.Islamic society is presenting the picture of troubled dream In these circumstances, all Muslims must focus Sins and on Astaghfar., give up wrong doing's, and firmly reconnect themselves with their Lord. This insignificant and sinful person has made a humble effort via this article to reform society, explaining why repentance and seeking forgiveness are so necessary for heedless Muslims in today's era. What it the Method of doing Astaghfar? It what times is it good to seek forgiveness? And what is the importance and need of an Astaghfar? Astaghfar appears to be an ordinary topic outwardly, but in reality it carries a vast and deep meaning. This article is for those people who are trapped in the darkness of sins and think that there is no way of salvation, as the burden of their sins, has over whelmed them. Those who have become hopeless of His (Allah) mercy, and on the basis of this despair keep. Committing sin after sin perhaps this Verse has not settled firmly in their hearts.

Do not despair of the Mercy of Allah, O you who have wringed your own. Souls.

This article is intended for those people. Who have become hopeless of Allah's mercy due to their sins? This X article is like a lamp for those who are trapped in the dark night of their sins. In this article, this humble and insignificant person has tried his best to put into writing as many important points and signs as snigs related to repentance and seeking forgiveness as possible, so that the creation of Allah may benefit from it. And by turning back from their sins. They may be turn their attention toward the Lord of Honor, because Astaghfar is the only Path through which we can attain Salvation in the hereaft

KEY WORDS:*Adam ,forgiveness, Astaghfar, Committing, sin , Bow, Prostration, Choas, vestlessness, trapped, chains of desires., troubled dream, repentance, heedless, Muslims, Salvation, overwhelmed, Here after*

❖ **استغفار کے لغوی معنی۔**

عربی زبان کی معتبر لغت کی کتاب میں استغفار کا لفظ **غ۔ف۔ر** کے مادے سے مشتق ہے جس کے معنی ہے۔ **الغَفرُ۔ السّتروَالتّغطیة** ڈھانپنا اور ڈھکنا (1)

لغت کی سب سے پرانی اور کلاسکی کتاب ابن منظور کے لسان العرب میں مادہ غفر کے معنی ہیں۔

الغفريدل على الستر والوقاية.

"الغفرَ کی دلالت اصلی لفظ "سَترَ اور لفظ "وقایہ" پر ہے۔(2)

علاوہ ازیں استغفارے کے معنی ہیں۔ بندہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے. (3)

❖ **اصطلاحی مفہوم:**

اصطلاحات کی پرانی اور قدیم اسلامی کتابوں میں:

استغفار کے اصطلاحی معنی ہے۔ **طلب المغفرة من اللہ تعالیٰ** "اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرنا:" (4)

حضرت امام غزالی کے نزدیک استغفار کے اصطلاحی مفہوم ہے۔

هو طلب المغفرة بالقول والفعل والنيه

"مغفرت طلب کرنا قول سے اور فعل اور نیت سے" (5)

❖ **استغفار کی اہمیت قرآن کی رو سے۔**

انسان اپنے نفس کا غلام ہے اور اپنے نفس کے ہاتھوں خسارے میں ہیں۔ انسان اپنے نفسانی تسکین کے لیئے اللہ تعالیٰ جیسی عظیم ہستی کی شان میں گستاخی و نافرمانی کر بیٹھتا ہے اس دنیا کی عارضی خوشی اور تسکینِ نفس کے لیے آخروی زندگی کو داو پر لگا دیتا ہے۔ چند سکینڈ کی مسرت و راحت کے لیے اپنی نہ ختم ہونے والی زندگی کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

استغفار کی شرعی تعریف یوں ہے کہ "گناہوں پر نادم ہو کر اللہ کی مغفرت طلب کرتا ہے (6)

استغفار کرنا اور اپنی گناہوں پر سچے دل سے توبہ کرنا بحثیت. مسلمان ہم سب کے لیے اشد ضروری ہے۔ استغفار کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے قرآن کریم فرقان حمید میں۔ جگہ جگہ پر ارشادات بیان فرمائیں ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہےثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورحِيما:

"پھر جو اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہے اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا" (7)

بنی آدم خطاؤں کا ڈھیر ہیں اپنی غفلت کی وجہ سے قدم قدم پر خطا کا مرتکب ہوتا ہے اسی لیئے قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولا بے شک وہ (انسان) ظالم اور جاہل (غلطی کرنے والا) ہے۔ (8)

انسان فطری طور پر کمزور واقع ہوا ہے لیکن انسان کی اس کمزوری کو رب کریم نے ایک روحانی زریعے سے تقویت بھی بخشی ہے اور وہ ہے توبہ اور استغفار کرنا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر استغفار کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

و ستَغْفِرُوا اللهَ إِنَّ اللهَ غَفُو أَرَّحِيم

"ور اللہ سے بخشش مانگو، بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے" (9)

خطا اور گناہ انسان سے ہی ہوتا ہے۔ اگر کسی انسان سے کوئی گناہ. سرزد نہ ہو تو وہ انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہو گا کیونکہ فرشتوں جیسی نورانی مخلوق گناہ سے پاک صاف ہے۔ تانسان کا کمال یہ ہے کہ گناہ کے ارتکاب کے فوراًبعد توبہ کرنے اور اللہ عزوجل کے حضور گڑگڑا کر معافی طلب کرے۔ قرآن میں رب کریم فرماتا ہے۔

والذين اذا فعلو فاحشة او ظلموا نفسهم ذكر الله فاستغفر و لذ نو بهم

"اور وہ لوگ جو بے حیائی کا کام کر بیٹھتے یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تو فوراًاللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں؟" (10)

گناہ انسان کے دل کو مردہ کر دیتی ہے انسان کی روحانی خوشی قبض کر لیتی ہے انسانی دل و دماغ کو بے سکون کر دیتی ہے۔ چہرے کو بے نور کرتی ہے ان تمام منفی اشیاء سے بچنے کے لیے انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ گناہ کے دلدل سے، خود کو نکالنے کی بھرپور کوشش کرے۔ جو انسان توبہ کرتا ہے اور گناہوں کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اس کو عبد منیب کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

من اناب الیّٰ

"جس نے میری طرف رجوع کی" (11)

اللہ رب العزت انسان سے بے انتہا محبت کرتا ہے اللہ نہیں چاہتا کہ میرا بندہ گناہوں کے دلدل میں مدام الجھا رہے محبت اور شفقت کی انتہا تو یہ ہے کہ وہ اپنے کلام میں بار بار انسان کی توجہ استغفار کی طرف دلاتا ہے۔ اور انسان کو استغفار کی دعوت دیتا ہے۔

وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیه

"اور تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اس کی طرف رجوع کرو" (12)

اسی طرح سورہ ھود میں ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

استغفرو ربکم "پس اپنے رب سے بخشش طلب کرو؟" (13)

اللہ رب العزت اپنے بندوں پر بے حد مہربان ہے۔

ان الله بالناس لرؤوف رحیم

"بے شک اللہ لوگوں پر شفقت کرنے والا مہربان ہے" (14).

اسی بنا پر اللہ کریم چاہتا ہے کہ میرے بندے آپس میں ایک دوسرے پر شفقت اور رحم کریں رحم کرنے کا ایک درجہ یہ بھی ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے دعائے مغفرت کریں۔

واستغفر و لذنبك وللمؤمنين والمُؤمِنت

"اپنے گناہوں کی اور ایمان والوں (مردوں اور عورتوں)۔ کی مغفرت طلب کرو۔" (15)

علاوہ ازیں رب کریم نے قرآن مجید میں بیشتر آیات میں استغفار کی فضیلت واہمیت کو واضح فرمایا ہے۔

❖ **احادیث کی روسے استغفار کی اہمیت:**

بحثیت مسلمان محبوب خدا خیر الوریٰ، خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ ہمارے لیئے کامل نمونہ حیات ہے۔۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں استغفار کی طرف خصوصی توجہ فرمائی

حدیث نبوی ﷺ ہے۔

وعن الاغر بن یسار المزنی ارضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ یا ایھا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الی اللہ "فی یوم مائۃ مرۃ

حضرت اغر بن یسار المزنی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ "اے لوگوں اللہ کے حضور توبہ کرو، کیونکہ میں روزانہ سو مرتبہ اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں،" (16)

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ جیسی معصوم ہستی سید المعصومین اگر دن مین سو مرتبہ توبہ کرتا ہے تو ذرا سوچیں! ہم جیسے گنہگار جو سرتاپا گناہ ہی گناہ ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے پتلے، ہمارے لیئے استغفار کرنا کس قدر اہم ہے؟ بنی آدم نفس اور شیطان کے بہکاوے میں آکر گناہ کر بیٹھتا ہے اس گناہ سے توبہ کرنا اور پشیمان ہونا بنی آدم کے لیے از حد ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم پر یہ احسان کیا ہے کہ گناہ کے ارتکاب کے بعد بخشش کا دروازہ کھلا رکھا ہے بند نہیں کیا۔ انسان جب چاہے گناہ سے توبہ کر سکتاہے اور اللہ توبہ کو قبول۔ کرنے والی ذات ہے۔ اللہ رب العزت نے یہ نظام نہیں بنایا کہ گناہ کے ارتکاب پر انسان عذاب الٰہی کا مستحق ہو گا اور اس کی توبہ قبول نہیں ہو گی نہیں بلکہ جو انسان خلوص نیت سے دربار الٰہی میں مغفرت طلب کرتا ہے رب رحیم اُس کو معافی کا پروانہ عطا فرما دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

هو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفوا عن السيا ت

"وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور وہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔" (17)

اس ضمن میں ارشادِ نبوی ہے۔

حضرت سیدنا ابو موسی نبی کریم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تا کہ دن کا گنہگار توبہ کرے اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تا کہ رات کا گنہگار توبہ کرے یہاں تک کہ آفتاب مغرب کی طرف سے نکلنے (یعنی اس کے بعد توبہ قبول نہیں کی جائے گی)۔ (18)

استغفار یہ نہیں کہ انسان زبانی کلامی کہے کہ اللہ مجھے معاف فرما۔ استغفار کا تعلق دل کے ارادے اور خلوص سے ہے انسان اگر زبان سے استغفار کے الفاظ دہرائیں مگر دل کا ارادہ اس میں داخل نہ ہو تو یہ استغفار کوئی استغفار نہیں۔ استغفار کا اصل مقصد یہی ہے کہ انسان سچے دل سے اللہ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اپنی پچھلی تمام گنا ہوں پر پشیمان اور نادم ہو اور اپنے نفس کو یقینی طور پر تمام افعال منکر سے روکیں یہیں انسان کے نجات کا واحد راستہ ہے۔

ارشادِ نبوی ہے۔

وعن عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ طوبی لمن وجد فی صحیفتہ استغفار کثیرا

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا" کہ اس شخص کے لئے بہت عمدہ حالت ہے جو (قیامت کے دن) اپنے اعمال نامہ میں خوب زیادہ استغفار پائیں"۔(19)

ذات انسانی سے قدم بہ قدم لمحہ بہ لمحہ گناہ صادر ہوتے رہتے ہیں بنی آدم جو اعمال صالحہ بھی کرتے ہیں وہ بھی صحیح طریقے سے نہیں کرپاتے۔ کئی نہ کئی کوئی نہ کوئی کسر باقی رہ جاتی ہے۔ انسان کمزور واقع ہوا ہے اس سے مکروہات صادر ہوتے رہتے ہیں بعض اوقات واجبات اور فرائض کی ادائیگی میں بھی کمی پیشی آجاتی ہے اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ ہر لمہ استغفار کریں اور استغفار کی کثرت کو اپنا فریضہ بنائیں۔ استغفار کی کثرت انسان کے لیے آخرت میں ذریعہ نجات بن جاتا ہے جیسے مندرجہ بالا احادیث میں گزر چکا ہے کہ قیامت کے دن اگر کوئی نجات پاسکتا ہے تو وہ کثرت سے استغفار کرنے والا ہوگا۔

ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے کوئی دعا سکھایئے جس کو میں نماز میں مانگا کروں تو نبی کریم نے مندرجہ ذیل کلمات کی تعلیم فرمائی جس کو ہم نماز میں دورد شریف کے بعد پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

اللهم إني ظلمت نفسي ظلماً كثيراً ولا يغفر الذنوبَ إِلّا انت فاغفر لی مغفرة من عندك و ارحمني انک انت الغفور الرحيم.

"اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور تمہارے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا پس مجھے ایسی بخشش دے جو تیری طرف سے ہو اور مجھ پر رحم فرما بلاشبہ تو بہت بخشنے والا مہربان ہے۔" (20)

❖ **انبیاء کرام علیہم السلام کا استغفار**

تمام انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور یہ بات دلیل قطعی سے ثابت ہے گناہ سے معصوم ہونے کے باوجود بھی تمام انبیاء علیہم السلام نے اللہ کے حضور معافی کی درخواست کی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں حضرت آدم علیہ السلام کی دعا نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین

"اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے"۔ (21)

مندرجہ بالا آیت سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ بابا آدم جو تمام انسانیت کے باپ ہے انہوں نے اللہ کے حضور معافی طلب کی ہے تو پھر عام انسان کے لئے استغفار کی کس حد تک ضرورت ہو سکتی ہے۔؟

صاحب الحوت حضرت یونس جب بدون اذن الہی گاؤں سے نکلے تھے اور مچھلی نے ان کو نگل لیا تھا تو مچھلی کے پیٹ میں بھی انہوں نے اپنے رب کو یاد کیا۔ تین اندھیروں میں بھی ان کو اپنی خطا کا احساس ہو گیا تھا پہلا اندھیرا رات کا، دوسرا سمندر کے پانی کا اور تیسرا مچھلی کے پیٹ کا ان تین گہرے اندھیروں میں بھی ان کو اپنا رب یاد رہا اور اپنے اب سے معافی طلب کی فرمایا!

لا الہٰ الا انت سبحانک انی کنت من الظٰلمین.

"تمہارے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو پاک ہے بے شک میں ہی ظالموں میں سے ہوں" (22)

اسی طرح قرآن کریم کے متعدت آیات میں انبیاء کا استغفار کرنا مذکور ہے۔

❖ **توبہ اور استغفار میں فرق**

استغفار

جیسا کے ابتداد میں گزر چکا ہے کہ استغفار کے معنی مغفرت طلب کرنے کے ہے استغفار اور توبہ لازم وملزوم ہے۔ا ستغفار کا تعلق صرف زبان سے ہے یعنی زبانی کلامی اللہ تعالی سے معافی طلب کرنا عمل میں تغیر آئی ہو یا نہیں یعنی اپنی تمام گزشتہ گناہوں پر استغفار کہنا بے شک گناہ ترک کرنے کا مصمم ارادہ نہ کیا ہو۔ توبہ اور استغفار ایک دوسرے کے مرہون منت ہے۔

توبہ

توبہ کے لفظی معنی رجوع کرنا واپس لوٹنے کے ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

تو بو إلى الله

"اللہ کی طرف رجوع کرو" (23)

اس طرح توبہ کا تعلق عمل سے ہے زبان سے نہیں یعنی توبہ پختہ عمل، خلوص نیت اور دل کے قصد کا مجموعہ ہے۔ اپنے پچھلے تمام گناہوں پر نادم اور شرمندہ ہو کہ اللہ کی طرف لوٹ آنے اور پلٹ آنے کا نام توبہ ہے۔

توبہ کو ہم استغفار کا جزو کہ سکتے ہے مگر صرف استغفار کرنا توبہ نہیں کہلائے گا۔

❖ **توبہ کی قبولیت کا اختیار کل کس کو حاصل ہے؟**

توبہ قبول کرنے کا اختیار کل اللہ عزوجل کے پاس ہے۔

قرآن میں ارشاد باری ہے۔

انه هو التواب الرحيم

"بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے" (24)

آیت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ توبہ اور استغفار قبول کرنے کا اختیار کل اللہ کے پاس ہے اللہ ہی ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے اور معاف فرماتا ہے:

یہود اور عیسائی اپنی غفلت کی وجہ سے ایک عظیم فتنے میں شروع سے مبتلا رہے ہے کہ وہ اپنے پادریوں اور راہبوں کے پاس جا کر اپنے گناہ معاف کرواتے ہیں۔ آج کے جدید ترقی یافتہ دور میں بھی پاپا ئے روم کو یہ اتھارٹی حاصل ہے کہ وہ عسایئوں کے لیے معافی کا پروانہ جاری کر سکتا ہے عسائی زنا یا کوئی دوسرا ظلم کرکے ان کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہے ہم سے فلاں گناہ سرزد ہوا ہے ہمارے لیئے معافی نامہ جاری کیا جائے پاپائے روم ان سے کہتا ہے کہ اتنے اتنے ڈالر جمع کروائیں ڈالر جمع کروانے کے بعد انکو معافی کا سرٹیفیکیٹ جاری کر دیا جاتا ہے جسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں . بندہ جس نے ڈالر جمع کروائیں ہے گناہ سے پاک ہو چکا ہے۔ ان کا یہ عقیدہ کہ پادری نے گناہ معاف کر دیئے تو اللہ بھی معاف کردے گا بالکل غلط اور باطل ہے۔

آج کل ہمارے مسلم سوسائٹی میں بھی کچھ لوگوں کا یہی نظریہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو اللہ کی قرب حاصل کر چکے ہیں پرہیز گار ہے اگر ہم ان کی خدمت گزاری کریں گے تو یہ لوگ ہمارے گناہ معاف کروائیں گے۔ ان کا یہ عقیدہ سراسر خام اور باطل ہے۔ قرآن نے ان تمام باطل عقائد کی تردید مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے۔(25)

ولا تزر وازرة وِزْرَ أُخرى

"اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ اُٹھا نہیں سکتا"

قرآن کے اس آیت کی رو سے ثابت ہے کہ کوئی انسان چاہے کتنا ہی پرہیز گار، متقی، عالم یا پیر ہو کسی دوسرے انسان کے گناہ نہ تو معاف کر سکتا ہے اور نہ کسی کے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لے سکتا ہے ہاں اتنا کر سکتا ہے کہ اپنے شاگرد یا مرید کے حق میں مغفرت کی دعا کریں۔

❖ **گناہ پر اصرار کرنا ہلاکت ہے :**

جب سے دنیا بنی ہے اور انسان عالم وجود میں آیا ہے گناہ کا ظہور بھی اسی وقت سے چلا آرہا ہے۔ گناہ انسان سے ہی ہوتا ہے اور مکلف ہونے کے سبب اس سے اپنے گناہ کا محاسبہ کیا جائے گا۔ انسان اپنی فطری کمزوری کی وجہ سے گناہ کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

خلق الانسان ضعفيا

"انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے"۔(26)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

کل امتی معافی الا المجاھرین

"میری تمام امت کو بخش دیا جائے گا سوائے اس کے جو کھلم کھلا گناہ کریں"

(27)

گناہ کرنا انسان کی ہی فطرت ہے مگر بہترین انسان وہ ہے جو گناہ کے ارتکاب کے فورا بعد گڑ گڑا کر اللہ عزوجل سے معافی طلب کریں جو اپنی خطا پر نادم ہو کر یہ سوچے کہ مجھ ناچیز حقیر نطفے سے کس اعلیٰ ہستی کی شان میں گستاخی اور نافرمانی صادر ہوئی ہے۔ یہ نہیں کہ گناہ کیا اور بعد گناہ توبہ کرنے کی بجائے اصرار اور ہٹ دھرمی کی۔ گناہ پر ہٹ دھرمی کرنا رب العالمین کو بالکل بھی پسند نہیں۔

قرآن میں اللہ رب العزت نے گناہوں پر اصرار کرنے والوں کے کے لیے لیے۔ متعدد:، وعیدیں سنائی ہے

فی سموم و حمیم وظل من یحموم لا بارد ولا کریم انھم کانوا قبل ذلك مترفین ، و کانو یصرون علی الحنث العظیم

"وہ لووں (آگ) اور کھولتے ہوئے پانی میں ہوں گے اور سیاہ دھویں کے سائے میں جو نہ ٹھنڈا ہو گا نہ راحت بے شک وہ اس سے پہلے خوشحال تھے اور بڑے گناہ پر اصرار کیا کرتے تھے" (28)

مندرجہ بالا عذاب کا سبب صرف اور صرف گناہ پر ہٹ دھرمی ہے ان آیات میں گناہ پر ہٹ دھرمی کی شدید مذمت کی گئی ہے گناہ کرنا فطری بات ہے مگر گناہ پر صرار اور بار بار جان بوجھ کر گناہ کرنا انسان کی ہلاکت اور عذاب الہی کا سبب بنتا ہے۔

انسان اپنی گناہوں کی وجہ سے اپنے لیے مشکلات پیدا کرتا ہے گناہ کرنا اللہ تعالی کی نافرمانی ہے جسکی سزا دنیا و آخرت میں ملتی ہے جب انسان اپنے خالق کی نافرمانی کرتا ہے تو خالق اپنی تمام مخلوق کو اس کا نافرمان بنا دیتا ہے۔ کسی بزرگ کا قول ہے۔

"جب میں نے پروردگار کی نافرمانی کی تو میرے بیوی، بچوں، نوکروں اور جانوروں میں سے کسی نے ضرور میری نافرمانی کی" (29)

❖ توبہ کرنے کا اصل وقت

انسان جب تک زندہ ہے اور اسکے وجود میں سانسیں چل رہی ہے اس کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہے

انسان جب چاہے گناہوں سے پلٹ کر اپنے رب "کی طرف جا سکتا ہے مگر جب انسان حالت نزع میں ہو تو اسکی توبہ قبول نہیں ہوتی اسی طرح جب سورج مغرب کی طرف سے نکل آئے تب بھی توبہ قبول نہ ہو گی۔

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول نے فرمایا: جب بندے کی روح حلقوم تک نہ پہنچے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے،(30)

لیس التوبة الذین یعملون السیات حتی اذا حضر احدکم الموت قال انی تبت الن

"اور ایسوں کی توبہ قبول نہیں جو برے کام کرتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ان میں سے کسی کے سامنے موت آجائے تو کہنے لگے میں اب توبہ کرتا ہوں؟" (31)

ذات انسانی کے پاس موقع ہے کہ اللہ کے حضور اپنے جرموں اور خطاؤں کی معافی مانگنے دو اوقات کے ظہور سے پہلے ایک موت اور دوسرا طلع الشمس من المغرب

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ من تاب قبل الطلع الشمس من مغربھا تاب اللہ علیہ

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ لا الہ اس نے فرمایا: "جو شخص مغرب سے سورج نکلنے سے پہلے توبہ کرے گا اس اُس کی توبہ قبول فرمائے گا" (32)

مندرجہ بالا کلام کی رو سے موت سے ایک مہینے، ایک دن یا ایک گھڑی قبل بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے یہ اللہ کی رحمانیت کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ انسان ساری عمر اپنی کم فہمی کی وجہ سے گناہ کرتا رہتا ہے اور آخر میں اگر وہ اپنی گناہ پر ندامت و شرمندگی کا اظہار کرتا ہے تو رب کریم اس کو معاف فرما دیتا ہے۔ اللہ اکبر یہ کتنی بڑی رحمت ہے ہم جیسے گنہگاروں کے لیے اسکا مطلب اب یہ نہیں یہ کہ انسان اس سوچ کے تحت گناہ کرے کہ آخر عمر میں توبہ کروں گا نہیں بالکل کیونکہ انسانی زندگی کا کا کوئی بھروسہ نہیں۔ پتہ نہیں کب اور کس طرح ہماری سانسیں ہمارا ساتھ چھوڑ جائے پتہ نہیں زندگی کی ڈور کسی موڑ پر ٹوٹ جائے؟ اس لیے ضروری ہے کہ انسان ہر وقت دربار الہی میں استغفار کرتا رہے اور اپنی زبان کو استغفار سے تر رکھیں ہماری اصل کامیابی استغفار پر منحصر ہے۔

❖ **ناقابل مواخذہ گناہ**

گناہ جو بھی ہو جس نوعیت کی بھی ہو ایک قبیح چیز ہے اور قابل نفرت بھی گناہ کرنے والوں سے اللہ کریم بھی محبت نہیں فرماتا گناہ کرنے والا سر عام اللہ کی نافرمانی کرتا ہے **واللہ لا یحب کل کفار اثیم**

"اور اللہ کسی ناشکرے اور گنہگار کو پسند نہیں فرماتا ہے"۔ (33)

❖ **خطا اور نسیان**

شریعت اسلام میں بعض ایسی نوعیت کے گناہ ہے۔ جس پر انسان مکلف نہیں ہے فرمان مصطفی کے مطابق اُمت محمدی کو خطا اور نسیان معاف کر دیا گیا ہے کہ اگر کوئی بندہ خطا سے یا بھول سے کوئی گناہ کرے تو اسکی یہ گناہ معاف کر دی جائے گی۔

ارشاد ربانی ہے۔

ولیس علیکم جناح فیما اخطاتم بہ ولکن ما تعمدت قلوبکم

"اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جاؤ پر وہ جو دل سے ارادہ کرو" (34)-

اسی طرح قرآن پاک کی ایک اور نص میں بھی غلطی اور خطا پر مواخذہ نہ ہونے کی دلیل موجود ہے۔

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا

"اے ہمارے رب ہم بھول جائے یا غلطی کریں تو ہماری پکڑ نہ کرنا" (35)

حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب اس آیت کی تلاوت کی گئی۔ اور یہ دعائیہ الفاظ پڑھے گئے تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا قد فعلت "میں نے قبول کر لیا" (36)

غلطی، نسیاں اور خطا پر مواخذہ نہیں ہاں جان بوجھ کر سرکشی کرنے والوں کی ضرور پکڑ ہوگی انسان اپنے نفس کے آگے بہت بے بس ہو چکا ہے۔ نفس کے بہکاوے میں آکر گناہ کر بیٹھتا ہے اگر گناہ میں اس کے دل کا ارادہ شامل نہ ہو تو اس گناہ پر کوئی مواخذہ نہیں ہو گا

الخطاء مرفوع عن العباد

"اللہ نے اپنے بندوں سے خطاء کو اُٹھالیا ہے" (37)

یہ رب کریم کا بے حد احسان و انعام ہے۔ ہم گناہ گاروں پر کہ ہمارے لئے خطا اور نسیان معاف کر دیا گیا ہے۔ جبکہ سابقہ شریعتوں میں خطا اور نسیان پر بھی پکڑ ہوتی تھی۔

❖ **بوجہ جہالت کیے گئے گناہ:**

خطا اور نسیان کے علاوہ جہالت اور ناسمجھی میں کئے گئے گناہ بھی معاف کر دیئے گئے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے

انما التوبة علی اللہ للذین یعملون السوء بجهالة ثم یتوبون من قریب

"ضرور توبہ قبول کرنی ہے اللہ نے اُن کی جو جہالت سے برا کام کرتے ہیں اور پھر جلدی سے توبہ کرتے ہیں" (38)

مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہے کہ ناسمجھی سے کی گئے گناہ پر انسان مکلف نہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا جہالت کی وجہ سے کیئے گئے گناہ کی معافی ہیں اور جان بوجھ کر گناہ کرنے کی معافی نہیں: صحابہ کرام کے نزدیک آیت میں وارد لفظ جہالت کے معنی یہ نہیں کہ گناہ کرنے والے کو گناہ کے گناہ ہونے کی قطعا خبر نہیں یا گناہ کا بالکل ارادہ نہ کیا ہو بلکہ اس کو گناہ کے گناہ ہونے کی خبر تھی اور گناہ کا ارادہ بھی کیا تھا یہاں مراد بجہالت سے یہ ہے کہ اس کو گناہ کے عذاب اخروی اور انجام بد کی خبر نہ ہو اور یہی غفلت گناہ کے اقدام کا سبب بنا۔ ابو العالیہ اور قتادہ نے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عظیم اس پر متفق ہے

کل ذنب اصابة عبد فھو جہالت عمدا کان او غیرہ بندہ جو گناہ کرتا ہے خواہ بلا قصد ہو یا بالقصد بہر حال جہالت ہے۔ (39)

واضح ہوا کہ گناہ کرنے والا جاہل ہی ہے کیونکہ جو بندہ اللہ رب العزت کی نافرمانی کرتا ہے اور تھوڑی سی خوشی اور لذت کے لیے ہمیشہ اور ابدی زندگی کا عذاب کمالیتا ہے تو ایسا شخص جاہل ہی قرار پایا۔ انسان گناہ خطا سے کرے یا قصداً۔ دونوں صورتوں میں گناہ جہالت ہی سے ہوتا ہے تمام صحابہ کرام تابعین اور تمام امتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ جو بندہ قصدا بھی اگر کسی گناہ کا مرتکب ہو اسکی توبہ قبول کی جائے گی۔ (40)

بلاشبہ ذب ذوالجلال اپنے تمام بندوں پر بے انتہا رحم فرمانے والا ہے اللہ رب العزت اپنے گناہ گار بندوں کا توبہ فوراً قبول فرماتا ہے دنیا میں اگر انسان سے دنیاوی معاملات میں کوئی غلطی ہو جائے تو دنیا والے بھی معاف نہیں کرتے اُس انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے مگر اس کے نام کے ساتھ وہی غلطی تا قیامت باقی رہتی ہے یہاں تک کہ لوگ معاف

کرنے کی بجائے اُس کی غلطی کی سزا اُس سے جُڑے ہوئے لوگوں کو بھی دیتے ہیں اور اس طرح ایک غلطی کی سزا اُس کی نسل کا بچہ بچہ بھگتا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ جو ادنیٰ خلق اور خدا کی بنائی ہوئی حقیر مخلوق ہے کسی صورت معاف نہیں کرتے اور اللہ جو خالق ہے تمام جہانوں، مکان ولا مکان، سدرۃ المنتہیٰ کا وہ تو اس انتظار میں ہے کہ کوئی بھولا بھٹکا آئے، جو اپنے راستے سے بھٹک چکا ہو آئے اور یہ میری حضور اک سجدہ کرے ایک ندامت کا آنسو بہائے اور میں اُس کا آنسو اس کی پلک سے گرنے سے پہلے پہلے اُس کو معاف کروں۔

❖ **توبہ کے تقاضے:-**

مندرجہ بالا صفحات میں گزر چکا ہے کہ توبہ کا تعلق صرف زبان سے نہیں. بلکہ اسکا تعلق نیت، عمل اور ارادہ سے ہے گناہ کے ارتکاب کے بعد صرف زبان سے توبہ کرنا کافی نہیں شریعت اسلام نے توبہ کے لئے کچھ شرائط اور تقاضے مقرر کئے ہیں یہ بات توجہ طلب ہے کہ توبہ کے تقاضوں کی نوعیت مختلف ہے یعنی حقوق اللہ کی کوتاہی میں توبہ کی شرائط اور تقاضے مختلف ہیں اور حقوق العباد کی کوتاہی میں توبہ کے تقاضے مختلف ہیں

❖ **حقوق اللہ کی کوتاہی میں توبہ کی شرائط:-**

بنی آدم کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر قسم کے گناہ سے خود کو بچائیں اور اگر گناہ سرزد ہو بھی جائے تو توبہ کرنا واجب ہے۔

قال العلماء التوبه واجبة من كل ذنب

علماء فرماتے ہیں! ہر گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے **(41)**

انسان سے اگر اللہ رب العزت کے احکام کی خلاف ورزی ہو جائے یا حقوق اللہ میں کوئی کوتاہی ہو جائے تو اس کے لیے توبہ کی تین شرائط ہیں

1. ان یقلع عن المعیصۃ کہ گناہ سے رک جانا
2. ان یندم علی فعلھا یہ وہ شرمندہ ہو اپنے فعل پہ
3. ان یعزم ان لایعود الیھا ابدا کہ وہ پختہ ارادہ کریں کہ وہ گناہ کی طرف بھی۔ پلٹے گا نہیں **(42)**

پہلی شرط گناہ سے رکنا، یعنی توبہ کرنے والے کے لیے ضروری اور فوری عمل یہ ہے کہ وہ اس گناہ سے جسکا اُس نے ارتکاب کیا اور جس کے لیے وہ اللہ سے توبہ کا طلبگار ہے، فورا رک جائے

دوسری شرط یہ کہ وہ اپنے اس گناہ پر نادم اور پشیمان ہو اسکی ضمیر اُس کو ملامت کرے۔ اور اس کو احساس ہو کہ اُس نے غلطی کی ہے

تیسری اور آخری شرط یہ گناہ سے توبہ کرنے والے کے لیے یہ بے حد ضروری ہے کہ وہ اُس گناہ کی طرف نہ جائے۔ یعنی جس، گناہ کے کرنے پر وہ نام اور پشیمان ہوا جس کی وہ توبہ طلب کر رہا ہے اُس گناہ کی طرف پلٹ کر نہ جائے اُسکا نفس اُس کو اس گناہ کے اعادہ پر مجبور نہ کرے۔ توبہ کے ان تین شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے۔ توبہ کرتے وقت اگر ان تین شرائط میں سے کوئی ایک بھی مفقود یا ساقط ہو گا تو توبہ صحیح نہیں ہوگی۔ توبہ کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ ان تین شرائط کی پابندی اختیار کی جائے۔ ان شرائط اور تقاضوں کے علاوہ ایک غور طلب بات یہ بھی ہے کہ حقوق اللہ اگر کوئی حق قابلِ تلافی ہو تو اس کی تلافی کرنا یعنی اس کو پورا کرنا واجب ہے مثلاً اگر کسی نے بلوغت کے بعد سے جو فرائض ترک کیں یا جو واجبات چھوڑ دیئے ہیں اُن کی ادائیگی اور قضا کرنا لازمی ہے۔

❖ **حقوق العباد کی کوتاہی میں توبہ کی شرائط**

حقوق العباد سے مراد ہے کہ ایک انسان کا دوسرے انسان پر حق کا ہوتا اور اس حق کی ادائیگی ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔ اگر کسی انسان سے حقوق العباد میں کوتاہی یا نافرمانی ہوئی ہو تو اس کی تلافی کرنا واجب ہے۔ اگر ایک انسان نے دوسرے انسان کا حق کھایا ہو یا قرض لے کر واپس نہ کیا ہو یا اسی طرح زمین کا کوئی حصہ دبا لیا ہو وغیرہ وغیرہ تو اس انسان پر واجب ہے کہ وہ توبہ کرے اور توبہ کے ساتھ ساتھ ان تمام حقوق کی ادائیگی بھی کریں۔ اس قسم کے توبہ کے لیے 4 چار شرائط ہیں

پہلی تین شرائط تو وہی ہے جو حقوق اللہ کی کوتاہی میں بیان ہو چکے ہیں یعنی گناہ سے رک جانا ہے گناہ پر شرمندہ ہونا، آئندہ گناہ کی طرف نہ جانا۔ اس تین شرائط کے علاوہ چوتھی شرط یہ ہے کہ انسان اپنے بھائی کے حق سے اپنی ذات کو بری کریں۔ یعنی جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ اگر کسی سے قرض لیا ہو تو اس کی واپسی کرنا اُس کو لوٹانا، زمین کا کوئی ٹکڑا دبایا ہو تو اس کو اپنے اصلی مالک کے سپرد کرنا اس طرح اگر کسی کی غیبت کی ہو تو اللہ سے معافی مانگنے کے بعد اس انسان سے بھی معافی طلب کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک وہ بندہ معاف نہیں کرے گا اللہ بھی معاف نہیں کرنے گا ہاں اگر وہ بندہ معاف کرے تو اللہ بھی معافی. کا پروانہ عطا فرمادے گا۔ انشاء اللہ

اللہ ہمیں ان تمام شرائط پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے

❖ **توبہ و استغفار کے ثمرات:**

قرآن اور حدیث میں ااستغفار اور توبہ کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ استغفار انسان کے لیے نہ صرف اخروئ نجات کا ذریعہ بنتی ہے بلکہ دنیوی فوائد اور ثمرات بھی اس سے متصل ہیں۔ استغفار کے ذریعے انسان اپنی ذات کو نارِ جہنم سے بچا سکتا ہے۔ گناہ چاہے عمداً ہو یا قصداً کبیرہ ہو یا صغیرہ، ظاہر ہو یا چھپی ہوئی انسان کے لئے زہر قاتل ہے مگر توبہ کرنے سے اللہ رب العزت یہ تمام خطائیں معاف فرما دیتا ہے۔ توبہ کی فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ میدان جنگ سے بھاگنے یا پیٹھ. دکھانے کا سنگین ترین جرم جس کو ہم عرف عام میں گناہ کبیرہ کہتے ہیں معاف ہو جاتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہر قسم اور ہر نوعیت کے گناہ کی معافی ضرور ملتی ہے بشرطیکہ انسان سچے دل سے توبہ کرے۔ (43)

حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق. کہ جس کے نامہ اعمال میں استغفار کی کثرت ہو اُس کے لئے طوبیٰ ہے۔ یہاں طوبی سے مراد خوشی، جنت یا جنت میں ایک درخت کا نام ہے۔ (44)

حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم تو کو دعوت حق سے آشنا کیا تو استغفار کے تمام اخردی اور دینوی ثمرات ان پر عیاں کئے اور فرمایا کہ اگر تم لوگ ایمان لاؤ گے اور توبہ اور استغفار طلب کرو گے تو رب کریم تمھیں. دونوں جہانوں کی نعمتوں سے مستفید فرمائیں گے۔ وہ تم پر آسمان سے متواتر بارش برسائیں گے۔

مال میں زیادتی اور برکت عطا فرمائیں گے، مال کے ساتھ ساتھ اولاد میں زیادتی اور برکت کی فراوانی ہو گی باغات عطا فرمائیں گے اور باغات بھی ایسے کہ اُس میں نہریں جاری ہونگی جو اس کی خوبصورتی میں اضافہ کریں گے (45)

اگر دیکھا جائے تو مندرجہ بالا تمام ترنعمیں انسان کی دنیاوی اور اخرای زندگی کے لئے ناگزیر ہیں۔ رب ذوالجلال کی طرف سے انسان کو معافی کامل جانا سب سے بڑی اور اصل کامیابی ہے۔ بارش کا برسنا انسانوں اور فصلوں کے لئے ایک بنیادی ضرورت ہے کیونکہ بارش اگر وقت پر نا ہو. تو زمین کے بنجر ہو جانے اور فصل کے ہلاک ہو جانے کا شدید خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ اس طرح ا ولاد کی زیادتی سے مراد اولاد کا بڑھ جانا نسل کا بڑھ جانا جو کہ زمانہ جاہلیت سے آج تک انسان کی شخصیت کا فخریہ پہلو رہا ہے اب مال کی زیادتی سے مراد مال میں برکت کا ہونا ہیں۔ آج کل کے دور میں نسل انسانی کو جو بڑا مسلہ پیش آ رہا ہے وہ معاش کا مسلہ ہے۔

حلال ذریعہ معاش کا ملنا بہت مشکل ہو چکا ہے۔ اور اگر چند ایک ہیں بھی تو وہ غریب طبقے کی پہنچ سے دور ہے۔ ان تمام پریشانیوں سے ہم چھٹکارہ پا سکتے ہیں شرط یہ کہ ہم استغفار کو اپنے اوپر لازم کریں۔

❖ **صفائی قلب کا موجب-:**

استغفار کے ذریعے دل کی صفائی ہوتی ہے دل کی کدورت صاف ہوتی ہے اس میں روحانیت جنم لیتی ہے۔ انسان دل میں اُمید کی کرن پیدا کرتا ہے کیونکہ استغفار کرنے سے انسان کے دل پر گناہ کی وجہ سے لگے کالے داغ صاف ہو جاتے ہیں اور دل شیشے کی طرح چمک اُٹھتا ہے۔ ہے اور جب دل کا شیشہ صاف ہو۔ تو اس میں کائنات کی حقیقتیں واضح طور پر نظر آنا شروع ہو جاتی ہے اور ایسے دل کا مالک دنیا کو ایک الگ زاویے سے دیکھتا ہے اُس کے دل میں رحمن کا نور اتر آتا ہے۔ اس کو دنیا کی ہر چیز میں اپنے رب کی جھلک نظر آتی ہے۔

جگ میں آ کر ادھر اُدھر دیکھا تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا(46)

❖ **قربت الٰہی کا ذریعہ-:**

استغفار قرب انہیں کا ایک مضبوط ذریعہ ہے جو بندہ مسلسل استغفار د کرتا ہے اُس کا اپنے رب سے ایک خفیف تعلق بن جاتا ہے اور یہ تعلق آہستہ آہستہ ترقی پا کر ولایت کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ توبہ کرنے والے احساس ندامت میں ااﷲ کے حضور توبہ کرتے ہیں اور اللہ کی طرف یہی رجوع کرنا اللہ سے محبت کا ثبوت ہے۔ اور اللہ بھی اس بندے سے محبت فرماتا ہے اس محبت کی دلیل سورہ بقرہ آیت نمبر 222 ہے۔

ان اللہ یحب التوابین ویب المتطھرین

"بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کا جیسے محبت فرماتا ہے" (47)

سچی توبہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے ہیں۔ تائبین پر آسمان کے فرشتے اور تمام مخلوقات رشک کرتے ہیں۔ تائب انسان گناہ کرنے کے بعد خود کو ستا ہے ملامت کرتا ہے خود پر لعن طعن کرتا ہے کہ میں نے فلاں گناہ کیوں کیا مجھ سے اللہ جلال شانہ کی نافرمانی کیوں ہوئی خود سے نفرت کرنے لگتا ہے اور آئندہ کی زندگی کے لئے محتاط ہو جاتا

ہے بس یہی بات اللہ کو پسند ہے کہ انسان اپنے لغزشوں پر نادم اور شرمندہ ہو کیونکہ ہم اللہ ہی کے ہیں چاہے برے ہیں یا اچھے اللہ کی طرف سے آئیں ہیں اور اُسی کی طرف. لوٹ کر جانا ہے عقل سلیم رکھنے والے لوگ گناہ سے توبہ کرنے کے بعد اللہ سے جڑ جاتے ہیں اور اپنی تمام زندگی اللہ کے احکامات کے تحت گزارتے ہیں اس طرح یہ لوگ اللہ کے قرب کو پالیتے ہیں۔

من كان الله كان الله له

"وو جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے"۔ (48)

❖ موجب نزول رحمت:

استغفار اور توبہ کرنا رحمتوں کے نزول کا سبب ہیں۔ جیسا کہ اوپر کے صفحات میں بحوالہ سورہ نوح گزر چکا ہے کہ استغفار کرنے سے اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں انسان کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ رویات میں آتا ہے کہ جب انسان توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ستر رحمتیں اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں ان تمام رحمتوں میں ایک رحمت دنیا کے لئے کافی ہو جاتی ہیں باقی تمام یعنی 69 رحمتین آخرت کے لئے رکھ لی جاتی ہے۔ توبہ کرنے سے تو انسان کے رزق میں برکت ہوتی ہے یہاں رزق سے مراد صرف کھانے پینے کی اشیاء نہیں۔ بلکہ رزق سے مراد اولاد، مال، ضروریات زندگی۔ نیکیاں، صحت وغیرہ سب شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پرے انتہا رحم فرماتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ کی اس رحمانیت کو دل سے محسوس کیا جائے۔

❖ تقویٰ کی چادر

انسان جب گناہ کرتا ہے تو وہ اپنی ہی شخصیت کو نقصان پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر انسان پر رحمت کی ایک چادر تنی ہوئی ہے اسی طرح قرآن کی رو سے تقویٰ انسان کا بہترین لباس ہے لیکن جب کوئی انسان گناہ کرتا ہے تو وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اور اپنی لاپرواہی اور کوتاہی سے اپنے اس تقویٰ کی چادر میں سوراخ کرتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو لباس کو ترجیح دیتے ہیں لباس کا پاک صاف ہونا نیا، ہونا، پیوند وغیرہ ہے پاک ہونا ان کے ہاں زیادہ اہم ہے پھٹا پرانا لباس پہننا ان کے ہاں عار سمجھا جاتا ہے سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جس طرح ہم اپنے ظاہری لباس پر توجہ دیتے ہیں اور اپنے لباس کی نفاست کا خیال رکھتے ہیں اس طرح ہمیں اپنے روحانی لباس:(تقوی) پر بھی توجہ دینی چاہیے کہ اللہ کی نافرمانی اور گناہوں کی وجہ سے ہم ان کو مزید نقصان نہ پہنچائیں۔ کیونکہ االلہ کے نزدیک بہترین انسان وہ ہے جسکا تقویٰ کا لباس گناہ کے داغ اور پیوندوں سے پاک اور توبہ کی روشنی سے اُجلا ہو۔

❖ عصر حاضر اور استغفار کی ضرورت

آج کے جدید دور کی اگر بات کی جائے تو یہ دور پر آشوب اور پُر فتن دور ہیں ذہنی پریشانی عام ہے تعلقات کمزور ہو چکے ہیں معاشی مسائل. بڑھ رہے ہیں۔ ہر طرف ناامیدی اور مایوسی کے بادل چھائے ہوئے ہیں ایسے ماحول میں استغفار ہی ایک ایسی طاقت ہے جو ہمارے ان تمام مسائل کو حل کر سکتا ہے اور ہمارے غموں کو ہلکا کر سکتا ہے۔ استغفار کرنے سے ذہنی سکون میں فراوانی ہوتی ہے روزگار میں وسعت اور برکت ہوتی ہے اللہ تعالی سے روحانی تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ جس طرح میں ذکر کر چکی ہوں کہ موجودہ دور فتنوں کا دور ہے قسم قسم کے فتنے رونما ہو رہے ہیں۔ جس سے بچنا ایسا ہے جیسے ہاتھ میں جلتے ہوئے انگارے رکھنا۔ ہر دوسرا بندہ ڈپریشن کا شکار ہے ڈپریشن بھی بلاوجہ یا خواہشات کا کہ ایسا کیوں نہیں ہوا ایسا کیوں نہیں ہو رہا مجھے یہ چیز کیوں نہیں ملی؟ کیسے ملے گی؟ ہماری پوری قوم آج مہنگائی کا وہ رونا رہی ہیں کیونکہ وسائل کم اور اخراجات زیادہ ہو گئے ہیں انسان کی بنیادی ضرورتیں بھی مشکل سے پوری ہو رہی ہیں سامان زندگی کی قیمتوں میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے جو قابل

تشویش ہے ایسے حالات میں ہمارے پاس استغفار کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں ان تمام مسائل کا حل استغفار میں پوشیدہ ہیں کیونکہ ہم اللہ سے دور ہو چکے ہیں ہمیں صرف یہ دنیا نظر آتی ہے اس دنیا کے بننے کا مقصد اور اپنی ذات کے موجود ہونے کا مقصد ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔ ہم دنیا و مافیھا میں، ایسے گم ہو گئے ہیں کہ رب ہمیں اللہ یاد ہی نہیں رہتا ہے وہ کریم جسکا ہم قدم قدم پر محتاج ہیں اُس کو ہم بھول گئے ہے اُس کی نافرمانی کرنا اُس کو ناراض کرنا ہمارا شیوہ بن گیا ہے۔ دنیا اور دنیا کی چیزوں کی رونقوں نے ہماری آنکھوں پر غفلت کے پردے ڈال دیئے ہیں ہم صرف دنیا ہی کے رہ گئے ہے۔ دنیا کو حاصل کرنا ہمارا مقصد بن چکا ہے۔ جب کہ اقبال رحمہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہیں کہ

نہ تو زمیں کے لیے نہ آسماں کے لیے

جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کے لیے۔ (49)

آج ہم نے اقبال کے اس شعر کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔ ہم اس شعر کے روحانی مفہوم کو نہیں سمجھ پائیں ہم نے شاید اس شعر کو اس مفہوم میں سمجھا ہے کہ:

میں ہوں زمین کے لیے میں آسمان کے لیے

جہاں نہیں ہے میرے لیئے۔ میں ہوں جہاں کے لیے (50)

یہاں پر امقصد ہر گز علامہ محمد اقبال کے شعر کے الفاظ کو تبدیل کرنا نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ آج ہم نے اپنے رب کو بھلا دیا ہے عبادات کے مقابلے میں ہم دنیا کے معاملات کو ترجیح دیتے ہیں۔ قدم قدم پر اپنے رب کو ناراض کرتے ہیں دنیا کے لیے آخرت کا سودا کر بیٹھے ہیں اور دنیا کے وقتی فائدہ کے لیے دائمی اور اخروی نقصان کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ پتہ نہیں ہم کسی خوش فہمی میں ہے کہ ہم گناہ پر گناہ کرتے چلے جائیں گے اور بغیر توبہ کے معاف کر دیئے جائیں گے ہر گز ایسا نہیں جب کہ اللہ بار بار ہمارا دھیاں اپنی ذات کی طرف متوجہ کرتا ہے (51)

یا یھا الانسان ما غرک بربک الکریم

اے انسان کسی چیز نے تم کو اپنے رب کی طرف سے دھوکے میں ڈال رکھا ہے؟

کتنے خوبصورت انداز سے ہمارا رب ہم سے مخاطب ہیں کہ ایسی کون سی چیز ہے جس کی وجہ سے تم لوگوں نے مجھ کو بھلا دیا ہے واقعی سوچنے کی بات ہے ایسی کون سی چیز ہے؟ کیا وہ دنیا ہے، کیا وہ مال ہے؟ کیا وہ اولاد ہے؟ کیا وہ عزیز رشتے ہیں آخر ایسی کون سی چیز ہے؟ کیونکہ مذکورہ بالا تمام چیزیں عارضی اور فانی ہیں اس کے مقابلے میں رب کی محبت ابدی اور دائمی ہے کاش ہم اس بات کو سمجھے۔

❖ **نوجوان نسل اور استغفار**

یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہیں کہ آج کل ہمارے. نوجوان کس راستوں کے مسافر بن گیے ہیں۔ نوجوان جو کسی قوم کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہوتی ہیں آج ہماری قوم کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے کیونکہ ہمارے نوجوان اپنے اصل مقصد کو بھلا چکے ہیں اللہ کی نافرمانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہیں ہیں۔ موبائیل فونز نے ان سے دل کی روحانیت اور آنکھوں کی بصارت چھین لی ہیں وہ مغرب کی کٹ پتلیاں بن چکی ہے جنہیں مغرب اپنے اشاروں پر نچا رہی ہیں ۔ گناہ کے مواقع زیادہ ہیں گناہ پر گناہ کر رہے ہیں اور توبہ کا کوئی تصور ہی نہیں۔

جب کہ اللہ رب العزت کو نوجوان کی توبہ بہت عزیز ہیں۔ بنی اسرائیل کے ایک بندے کا مشہور واقعہ ہے کہ خشک صحرا میں اُسکا اونٹ گم ہو جاتا ہے جس پر اُس کا سامان زندگی تھا مثلاً خوراک پانی وغیرہ تو وہ گمان کرتا ہے کہ اب تو میں نہیں بچ پاؤں گا اتنے میں اسکی آنکھ لگتی ہے اور جب وہ سو کر اٹھتا ہیں تو وہ اپنے آنکھوں کے سامنے اپنے اونٹ کو پاتا ہے باعث مسرت اُس کی زبان سے بے اختیار نکلتا کہ بے شک میں تیرا رب تو میرا بندہ وہ کہنا یہ چارہا تھا کے تو میرا رب میں تیرا بندہ ہوں جس طرح یہ بندہ اپنے اونٹ کو دیکھ کر خوش ہوا۔ اسی طرح اللہ دا اپنے نوجوان بندے کی توبہ پہ اس سے 70 گناہ زیادہ خوش ہوتا ہے (52)

اگر ان گنہگاروں کو پتہ چل جائے کہ اللہ ان سے کتنی محبت کرتا ہے تو ان کے کلیجے پھٹ جائے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ اے میرے گناہ گار بندوں کہاں جا رہے ہو مایوس مت ہونا آجا تو بھی میرا ہی ہے آجا میں تمہیں اپنی رحمت کی چادر میں چھپالوں گا تو ایک بار میری طرف آ تو سہی میں تمہیں دنیا کے ہر دُکھ درد اور غم سے چھٹکارا دلا دوں گا۔ اے میرے نوجوان نسل پھر ہم کہاں جا رہے ہیں کہاں سکون ڈھونڈ رہے ہیں اپنی جوانی کہاں صرف کر رہے ہیں؟ وہ ذات جو ہر وقت ہماری طرف متوجہ ہیں۔ ہم اُس کو کیوں نظر انداز کر رہے ہیں وہ جو ہماری محبت کا اصل حق دار ہیں اس کو چھوڑ کر ہم اپنی محبتیں کہاں ضائع کر رہے ہیں؟ وہ جس کی محبت میں کبھی بے وفائی نہیں کسی قسم کا خوف نہیں ہم کیوں ایسی ہستی سے دور بھاگ رہے ہیں۔ ہم کیوں دنیا کی فانی محبت میں سکون ڈھونڈ رہے ہیں اللہ کی ذات رحیم ہے وہ اپنے تمام بندوں پر رحم فرماتا ہے اللہ نے ماں کے اندر رحیمیت کی صفت کو رکھ کر غالب کر دیا ہے ماں اپنے ہر ایک بچے سے پیار کرتی ہے اس کو ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرتی ہیں اولاد کے عیبوں پر پردہ ڈالتی ہیں یہاں تک کہ اپنے نافرمان اور بگڑے ہوئے بچے سے بھی بے انتہا محبت کرتی ہے۔

ذرا سوچیں! اللہ نے یہ تمام خصائل ایک ماں کی ذات میں رکھی ہیں خود سوچیں کہ وہ رب ہم انسانوں پر کتنا مہربان ہو گا اللہ اپنے تمام بندوں پر حد درجہ مہربان ہے نہ صرف نیکو کاروں پر بلکہ گناہگاروں سیاکاروں اور بدکاروں پر بھی حد درجہ مہربانی و شفقت فرماتا ہے کیونکہ اللہ کی رحمت اُس کے غصب پر غالب ہیں۔ کوئی گناہ گار یہ نہ سوچے کہ گناہ کرنے کے بعد معافی نہیں ملے گی یا میرے گناہ بہت زیادہ ہوگئے ہیں جس کی معافی ممکن نہیں ہر گز ایسے نہیں گناہ چاہے کتنے ہیں زیادہ کیوں نہ ہو وہ صحراؤں کے ریت کے برابر ہو یا سمندر کے قطروں کے برابر توبہ اور ندامت کا ایک آنسو ان تمام گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ کیونکہ توبہ کا آنسو بھی کمال کا آنسو ہوتا ہے۔

جو گرتا تو باہر کی طرف ہے اور صفائی انسان کے اندر کی کرتا ہے۔ یہ آنسو اس کو بہت پسند ہے۔ جو اللہ کے خوف اور اپنی گناہوں پر ندامت کی وجہ سے انسان کے آنکھوں سے گرے۔ اللہ ہمیں بھی اپنے آنسو بہانے کی توفیق عطا فرمائیں امین

❖ **اللہ کیا چاہتا ہے؟**

انسان کی فطرت یہ ہے. جب کسی مسلے میں پھنس جاتا ہے یا کسی مصیبت کا شکار ہوتا ہے تو اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اسی طرح ہمیں بھی جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو ہم بلا جھجک اللہ سے مانگ لیتے ہیں کہ االلہ جی یہ بھی چاہیے یہ بھی چاہیے یہ بھی چاہیے مگر ہم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ اللہ کیا چاہتا ہے؟ ہم نے کبھی اللہ سے نہیں پوچھا کہ اللہ آپ کیا چاہتے ہیں۔اور آپ کا ہم سے مطالبہ کیا ہے؟ کیا آپ کو پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہم سے مطالبہ کیا ہے؟ اللہ کا ہم سے صرف ایک ہی مطالبہ ہے۔وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سامنے سر تسلیم خم ہو اور اس کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کریں۔اگر کئی پر بھول چوک ہو بھی جائے تو فوراً معافی طلب کر کے اللہ کی طرف رجوع کریں

❖ **لب لباب:**

مندرجہ بالا تمام مباحث سے یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ استغفار اور توبہ کرنا مسلمان کی وہ طاقت ہے۔ جس کے ذریعے وہ اپنے نفس اور شیطان کو پچھاڑ سکتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کے کہ ہم اپنے اعمال پر نظر ثانی کریں اور اسکی درستگی کی فکر کریں کیونکہ موت کا وقت متعین نہیں ہے اس سے قبل کہ ہمیں توبہ کا موقع نہ ملے توبہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔، ترمذی میں حضرت عمر فاروق کا ایک قول نقل کیا گیا ہے حاسبوا، انفسکم قبل أن تحاسبو اپنے نفس کا محاسبہ کرو، قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے (53)۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے آواز پر لبیک کہتا ہے موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ اللہ سے پوچھا کہ اے اللہ جب کوئی زاہد آپ کو پکارتا ہے۔ تو آپ کیا کہتے ہے فرمایا لبیک یا عبدی پھر پوچھا اے اللہ جب کوئی روزہ دار آپ کو پکارتا ہے تو کیا کہتے ہے فرمایا لبیک یا عبدی پھر پوچھا اے اللہ اگر کوئی گناہ گار آپ کو پکارتا ہے تو آپ کیا کہتے ہے فرمایا لبیک یا عبدی لبیک عبدی لبیک یا عبدی موسیٰ نے پوچھا اللہ اایسا کیوں ہے فرمایا یہ تمام لوگ اپنے اعمال پر بھروسہ کرتے ہیں جبکہ میرا گہنگار بندہ میری رحمت پر بھروسہ کرتا ہے۔(54)

کاش اگر گنہگار اپنا مقام پہچان لے کہ توبہ کرنے پر وہ رب کے کتنا قریب ہوتا ہے۔ کہ اس کے ایک آواز پر 3 مرتبہ جواب آتا ہے اے میرے بندے مین حاضر ہوں سبحان اللہ !میرے رب کی بھی کیا شان ہے وہ لوگ جن کو معاشرہ قبول نہیں کرتا ان گناہوں کی وجہ سے انکی تذلیل کرتا ہے اللہ کریم ان کو اپنی رحمت کی آغوش میں لے لیتا ہے ان کو احساس بھی نہیں دلاتا کہ وہ کبھی بھٹکے بھی تھے۔ مقصد ان تمام باتوں کا یہ ہے کہ اگر ہم اس افراتفری کے دور میں سکون چاہتے ہیں اور اگر ہمیں واقعی ہی میں اپنے جملہ مسائل سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے تو ہمیں صحیح معنوں میں استغفار کی طرف رجوع کرنا ہو گا اور استغفار کو اپنے اوپر لازم کرنا ہو گا کیونکہ بدون استغفار کے ہماری خلاصی و نجات ممکن نہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کرنے کی توفیق کاملہ عطا فرمائیں آمین

آمین !

اعزم بالجرم کرتے ہیں کہ آئندہ کی زندگی میں اپنے رب کو راضی کرنے کی اور حتی الوسع کوشش کریں گے اور اگر کوئی خطا سرزد ہو بھی تو فوراً رب کریم سے استغفار طلب کریں گے **(ان شاء اللہ)**

بس ایک سجدہ ندامت

اب نہیں تو کب؟

حوالہ جات

1- راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، مادہ "غفر" دار المعرفة بیروت

2- ابن منظور السان العرب مادہ غفر دار صادر بیروت جلد 5 صفحہ 23،22

3- مولانا اشرف علی تھانوی فتاوی رحیمیہ: جلد 10 ادارۃ الاشاعت کراچی

4- سید شریف جرجانی التعریفات، مادہ استغفار دار الکتب العلمیہ

5- امام ابو حامد غزالی احیاء علوم الدین کتاب التوبہ دار المعرفة

6- مفتی محمد شفیع معارف القرآن جلد 5 ادارۃ المعارف کراچی

7- القرآن پارہ نمبر 5 سورۃ النساء آیت نمبر 110

8- القرآن سورۃ الاحزاب آیت نمبر:72 سورۃ نمبر 33 پارہ نمبر 21

9- القرآن پارہ نمبر 2 سورۃ البقرہ آیت نمبر 199

10- القرآن سورۃ ال عمران آیت نمبر 135 پارہ نمبر 4

11- سورۃ القمان آیت نمبر 15

12- سورۃ ھود آیت نمبر 3 پارہ نمبر 11

13- سورۃ ھود آیت نمبر 52 پارہ نمبر 12

14- سورۃ الحج آیت نمبر 65 القرآن

15- سورۃ محمد آیت نمبر 19 پارہ نمبر 26 القرآن

16- صحیح مسلم ص 346 ج (2) + تحفۃ الخواتین مولف: محمد عاشق الہی بلند شہری ص:769

17- سورۃ الشوری سورۃ نمبر 42 آیت نمبر 25

18- صحیح مسلم۔ 1921

19- مشکوۃ المصابیح ص نمبر 206 عن ابی ماجہ

20- صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار. حدیث نمبر 2705

21- سورہ الاعراف آیت نمبر 23

22- سورۃ الانبیاء آیت نمبر 87

23- سورۃ تحریم سورۃ نمبر 66 آیت نمبر 8

24- سورۃ البقرۃ سورۃ نمبر 2 آیت نمبر 37 پارہ نمبر 1

25- سورت الانعام آیت نمبر 164 القران

26- القرآن سورۃ النساء آیت نمبر 28

27- صحیح بخاری کتاب الآداب باب ستر المومن علی نفس حدیث نمبر 6069

28- سورۃ واقعہ آیت نمبر. 42 تا 46 القرآن

29- مجالس فقیر جلد سوم ص : 35

30- مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات حدیث نمبر 2343

31- سورۃ النساء آیت نمبر 18 القرآن

32- صحیح مسلم، الذکر والدعا باب استحباب الاستغفار والاستکثار منہ، ص 449، حدیث نمبر 2703

33- سورۃ البقرہ 276 القرآن

34- سورۃ الاحزاب آیت نمبر 5 القران

35- البقرہ آیت نمبر 286

36- ترمذی حدیث نمبر 2992

37- االقرطبی

38- سورۃ النسا آیت غیر 17

39- معارف القران جلد دوم 2 ص 343

40- مصارف القرآن جلد دوم ص 343

41- ریاض الصالحین باب التوبہ (امام نووی)

42- ریاض الصالحین باب التوبہ

43- سنن ابی داود 1517/ترمذی 3577

44- المفاتح 8/62

45- سورۃ نوح آیت نمبر 11،12 القران

46- خواجہ خواجہ میر درد

47- سورۃ بقرہ 222

48- مجالس فقیر جلد سوم ص 37

49- علامہ اقبال رحمہ اللہ علیہ

50- منہاز گل

51- سورہ انفطار آیت نمبر 6

52- صحیحین (صحیح بخاری مسلم)

53- قول عمر بن خطاب شرح ترمذی

54- رَدّ البلاء بالدعاء ص 28